باب 8
معاشی ترقی ومنصوبہ بندی
(ECONOMIC DEVELOPMENT AND PLANNING)

معاشی ترقی (Economic Development)

معاشی ترقی سے مراد کسی پسماندہ معیشت کا ترقی یافتہ معیشت کی طرف گامزن ہونا ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے کہ جس کے دوران جدید اور ترقی یافتہ ذرائع کو اختیار کر کے، انسانی وسائل کی بہتری کے ذریعے اور سرمایاتی ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے معیشت میں ایسی تبدیلیاں لائی جاتی ہیں کہ ملک کی خام قومی آمدنی بڑھتی ہے۔ لوگوں کا معیار زندگی بلند ہوتا ہے۔ عوام الناس کو تعلیم، صحت، روزگار اور تفریح کے بہتر مواقع میسر آتے ہیں۔

8.1 معاشی ترقی کی تعریف (Definition)

مختلف ماہرین معاشیات نے معاشی ترقی کی مختلف تعریفیں بیان کی ہیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

پروفیسر آرتھر لیوس (Professor Aurther Lewis)

''معاشی ترقی اشیاوخدمات کی پیداوار میں اضافہ کا نام ہے۔ اس اضافہ کا معاشرتی بہبود یا تسکین سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اشیاوخدمات کی پیداوار میں اضافے کے عمل کی وجہ سے لوگوں کی تسکین پہلے سے کم ہوجائے۔''

ایچ ایف ولیم سن (H.F.Willimson) کے مطابق

"Economic development or economic growth is a process, whereby the people of a country or a region come to utilize the available resources, to bring about a sustained increase in per capita production of goods and services. "

"معاشی ترقی یا معاشی نشوونما ایک ایسا عمل ہے کہ جس کے ذریعے کسی ملک یا خطے کے لوگ دستیاب وسائل کو استعمال میں لا کر اشیاوخدمات کی فی کس مقدار میں مسلسل اضافہ کر رہے ہوں۔"

مائر اینڈ بالڈون (Meier and Baldwin) نے معاشی ترقی کی تعریف یوں کی ہے:

"Economic Development is a process whereby an economy's real national income increases over a long period of time and if the rate of development is greater than the rate of growth of population, then per capita real income will also increase"۔

''معاشی ترقی ایک ایسے عمل کا نام ہے کہ جس کے دوران کسی معیشت میں حقیقی قومی آمدنی طویل مدت تک بڑھتی رہتی ہے اور اگر ترقی کی شرح، آبادی میں ہونے والے اضافہ سے زیادہ ہو تو فی کس قومی آمدنی بھی بڑھتی ہے''۔

درج بالا تعریفوں کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ مائر اینڈ بالڈون (Meier & Baldwin) کی معاشی ترقی کی تعریف ایک

جامع اور حقیقت پر مبنی ہے کیونکہ ان ماہرین کے نزدیک معاشی ترقی ایک عمل ہے جس کے نتیجے میں قومی آمدنی ایک طویل عرصہ تک بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اس تعریف کا ایک پہلو "عمل" اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ ملک میں طلب و رسد میں تغیرات رونما ہوتے ہیں جن کے تحت ملکی وسائل استعمال ہوتے ہیں۔ قومی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے۔ سرمایہ کاری کے مواقع بڑھتے ہیں۔ لوگوں کی آمدنیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور معیارِ زندگی بہتر ہوتا ہے۔ تعریف کے حوالے سے رسد میں درج ذیل تغیرات پیدا ہوتے ہیں۔

i) نئے معاشی وسائل کی دریافت اور استعمال
ii) پیداواری جدت سازی
iii) فنی صلاحیتوں میں ترقی
iv) معاشی نشوونما میں تیزی

طلب کے تغیرات حسب ذیل ہیں۔

i) معیارِ زندگی میں تیزی
ii) آمدنی میں اضافہ
iii) پیداواری عمل میں اصلاح
iv) شرح افزائش آبادی میں تیزی وغیرہ

پروفیسر مائر اینڈ بالڈون کے مطابق معاشی ترقی کا عمل محض سال یا دو سال پر محیط نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے 20 یا 25 سال تک کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ ملکی وسائل تیزی سے استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ ملک کے بنیادی ڈھانچے میں مثبت تبدیلی آجاتی ہے اور اگر قومی آمدنی میں اضافہ کی شرح آبادی میں اضافہ کی شرح سے زیادہ ہو تو فی کس آمدنی بھی بڑھتی ہے۔

معاشی ترقی کی پیمائش (Measurement of Economic Development)

مختلف ماہرینِ معاشیات نے معاشی ترقی کی پیمائش کیلئے مختلف مظاہر (Indicators) کو بیان کیا ہے۔ جس کی روشنی میں کسی معیشت کے بارے میں اندازہ کیا جاتا ہے کہ وہ معیشت معاشی ترقی کی طرف گامزن ہے یا نہیں؟

معاشی ترقی کا اندازہ لگانے کے لئے جن مظاہر کو پرکھا جاتا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

(1) حقیقی قومی پیداوار میں اضافہ (Increase in Real National Output)

معاشی ترقی کا سب سے اہم مظہر کسی بھی ملک کی حقیقی قومی آمدنی میں اضافہ ہے۔ اگر کسی ملک کی زری قومی آمدنی بڑھ رہی ہو لیکن ایسا صرف افراطِ زر کی وجہ سے ہو تو معاشی ترقی کی بجائے معیشت معاشی تنزل کی طرف گامزن ہوگی لیکن اگر حقیقی طور پر ملکی پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہو تو یہ معاشی ترقی کے لئے مثبت اور اہم ترین مظہر ہوگا۔

(2) فی کس قومی آمدنی میں اضافہ (Increase in Per Capita Income)

جب حقیقی قومی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے تو اس کے نتیجے میں حقیقی فی کس قومی آمدنی (Real Per Capita Income) میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر ہو جاتا ہے اور اگر ملک میں دولت کا ارتکاز چند ہاتھوں میں ہو، امیر بہت زیادہ امیر اور غریب انتہائی غربت کا شکار ہوں تو یہ طریقہ معیشت کی ترقی کی صحیح عکاسی نہیں کر پاتا۔ تاہم اگر معاشی ترقی کے نتیجے میں دولت کی تقسیم کی صورت بہتر

ہوتی چلی جائے تو فی کس قومی آمدنی کا طریقہ بھی معاشی ترقی کو جانچنے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(3) سرمایہ کی اشیا کی پیداوار میں اضافہ (Increase in Capital Goods)

کسی معیشت میں اشیائے سرمایہ (Capital Goods) کی پیداوار میں اضافہ بھی معیشت کی ترقی کا مظہر ہوتا ہے۔

(4) محنت کی کارکردگی میں اضافہ (Increase in Labour Efficiency)

اگر محنت کی فی کس اکائی پہلے کی نسبت مہارت اور کارکردگی میں بہتر ہو اور اشیا کی مقدار اور معیار پہلے سے بہتر ہو تو یہ معاشی ترقی کی علامت تصور کیا جاتا ہے۔

8.2 ترقی پذیر معیشت کے مسائل (Problems of Under Developed Economy)

پروفیسر نرکسے (Professor Nurkse) کے مطابق "غیر ترقی یافتہ ممالک سے مراد وہ ممالک ہیں جن کی آبادی اور قدرتی وسائل کے مقابلہ میں سرمایہ کی کمی ہو"۔ بعض دوسرے ماہرین معیشت کے مطابق اگر کسی ملک میں کام کرنے والے لوگوں (Labour Force) کا پچاس فی صد حصہ زراعت، ماہی گیری اور جنگلات پر انحصار کرے تو ایسی معیشت غیر ترقی یافتہ معیشت ہوتی ہے۔

غیر ترقی یافتہ یا ترقی پذیر معیشتوں کو کئی طرح کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جن میں سے چند ایک اہم مسائل حسب ذیل ہیں۔

1۔ پست فی کس آمدنی (Low per Capita Income)

ترقی پذیر ممالک میں رہنے والے لوگوں کی اکثریت کو غربت کا سامنا ہوتا ہے۔ فی کس آمدنی کا پست معیار ان کی غربت کی نشاندہی کرتا ہے۔ تعلیم وصحت کی سہولتوں کا فقدان ہوتا ہے۔ بچتوں کی شرح کم ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے تشکیل سرمایہ بھی نہیں ہو پاتی۔ یوں غربت وافلاس کا چکر ایسی معیشت کا مقدر بنا رہتا ہے اور یہ معیشتیں افلاس کے اس منحوس چکر سے باہر نکلنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتی رہتی ہیں۔

2۔ بیرونی قرضوں کا بوجھ (Burden of Foreign Debt)

غیر ترقی یافتہ معیشت میں بچتوں اور سرمایہ کی کمی ہوتی ہے۔ جسے پورا کرنے کے لئے ان ممالک کو بیرونی قرضوں پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ ان ممالک پر جوں جوں بیرونی قرضوں کا بوجھ بڑھتا جاتا ہے۔ اسی طرح بیرونی قرضوں پر ادا کیا جانے والا سود بھی بڑھتا جاتا ہے اور مصارف قرضہ (Debt Servicing) بھی بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ بجٹ کا ایک بڑا حصہ ان کی نذر ہو جاتا ہے۔ اس خسارہ کو پورا کرنے کے لیے یہ ممالک مزید قرضہ لیتے ہیں اور یوں ایک ایسے منحوس چکر میں پھنس جاتے ہیں۔ جہاں سے نکلنا وقت گزرنے کے ساتھ دشوار ہوتا جاتا ہے اور یوں معیشت مزید تنزل کا شکار ہو جاتی ہے۔

3۔ آبادی میں تیز اضافہ (Rapid Growth of Population)

ترقی پذیر ممالک میں آبادی میں اضافہ کی شرح بہت زیادہ ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے ان ممالک کو بے روزگاری، بھوک، غربت وافلاس، فی کس قومی آمدنی میں کمی اور صحت وتعلیم کی سہولتوں کے فقدان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

4۔ وسائل کا غیر پیداواری استعمال (Unproductive Use of Resources)

ترقی پذیر معیشتیں زیادہ تر اشیائے صرف پیدا کرتی ہیں اور ان کی درآمدات بھی زیادہ تر ایسی ہی اشیا پر مشتمل ہوتی ہیں جن سے

قومی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو پاتا اور وسائل کا رخ صنعتی اشیا کی طرف نہیں مڑتا۔ جس کی وجہ سے معیشت ترقی نہیں کر پاتی۔

5۔ سرمایہ کی قلت (Capital Scarcity)

فی کس آمدنی کم ہونے کی وجہ سے ترقی پذیر معیشت میں بچتوں کی شرح کم ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ سرمایہ کی قلت کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ اس لئے قرضوں پر انحصار بڑھ جاتا ہے۔

6۔ زراعت پر دارومدار (Dependance on Agriculture)

بیشتر ترقی پذیر ممالک کی معیشت کا دارومدار زراعت پر ہوتا ہے۔ جبکہ زرعی مشینری کا کم استعمال، کیڑے مار ادویات کا فقدان اور دیگر معیاری زرعی مداخل کی عدم دستیابی کی وجہ سے زرعی پیداوار میں بھی خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو پاتا۔

7۔ قدرتی وسائل سے کم استفادہ (Under Utilization of Natural Resources)

بہت سے ترقی پذیر ممالک میں قدرتی وسائل کی بہتات ہونے کے باوجود اُن سے خاطر خواہ استفادہ نہیں کیا جاتا۔ اول تو بے شمار قدرتی وسائل تک رسائی ہی نہیں کی جاتی اور اگر رسائی کر لی جائے تو ان سے صنعتی اشیا پیدا کرنے کی بجائے خام صورت میں برآمد کر دیا جاتا ہے۔ جس سے زرمبادلہ کی صورت میں ملنے والی رقم بہت کم ہوتی ہے اور معیشت کی ترقی میں کوئی مدد نہیں ملتی۔

8۔ انسانی وسائل کی کم استعداد (Low Efficiency of Human Resources)

ترقی پذیر یا غیر ترقی یافتہ ممالک کے افراد کے بارے میں ایک عمومی رائے پائی جاتی ہے کہ یہ لوگ سست و کاہل اور ذہنی و جسمانی لحاظ سے کمزور ہوتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں ترقی یافتہ ممالک کے لوگ بہتر تعلیم و تربیت اور فنی صلاحیتوں، بہتر سہولتوں اور جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کے علم کی وجہ سے زیادہ مستعد اور اہل ہوتے ہیں۔

9۔ محدود ملکی منڈی (Limited Domestic Market)

بہتر ذرائع آمدورفت، رسل و رسائل کی کمی اور عوام کی پست قوت خرید کی وجہ سے اشیا و خدمات کی طلب کم ہوتی ہے۔ جس کی وجہ رسد میں خاطر خواہ اضافہ کرنا بھی بعض اوقات فائدہ مند ثابت نہیں ہوتا۔

10۔ توازن تجارت میں خسارہ (Deficit in Balance of Trade)

ترقی پذیر معیشتوں میں زیادہ تر خام مال اور بنیادی زرعی اشیا پیدا کی جاتی ہیں اور دوسرے ممالک کو برآمد کی جاتی ہیں جن سے بہت ہی کم زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں بہت سی ضروریات زندگی اور دیگر اشیا کی درآمد کی وجہ سے ان ممالک کا توازن تجارت ناموافق رہتا ہے۔

11۔ ناموافق توازن ادائیگی (Unfavourable Balance of Payments)

پسماندہ ممالک کا توازن ادائیگی عموماً ناموافق رہتا ہے۔ اس کی وجوہات میں توازن تجارت کا ناموافق ہونا، خام مال کا مناسب قیمتوں پر نہ ملنا، درآمدی اشیا و خدمات کا مہنگا ہونا اور ان کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہوتے چلے جانا ہے۔ اس طرح مصارف قرضہ میں مسلسل اضافہ ان ممالک کے توازن ادائیگی میں خسارہ کا باعث بنتا ہے اور یہ معیشتیں اس منحوس چکر کا شکار بنی رہتی ہیں۔

12۔ غیر ترقی یافتہ ذرائع نقل و حمل (Under Developed Means of Trasportation)

ترقی پذیر ممالک میں سڑکوں، ریل اور دیگر ذرائع نقل و حمل کے پسماندہ اور سست رفتار ہونے کی وجہ سے اشیا کی منڈیوں تک رسد بروقت نہیں ہو پاتی اور اچھی قیمت نہیں ملتی جس کی وجہ سے منڈی وسعت پذیر نہیں ہوتی۔ اس وجہ سے پیداوار میں بھی مناسب حد تک اضافہ نہیں ہو پاتا۔

13۔ ہنرمند افراد کی بیرون ملک منتقلی (Brain Drain)

ترقی پذیر معیشتوں سے ماہرین کی دوسرے ممالک منتقلی بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اوّل تو ان ممالک میں ماہرین ملتے نہیں اور اگر ہوں تو سہولتوں کی عدم دستیابی یا کمی کی وجہ سے بہتر سے بہتر ملازمت کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔ اس طرح قابل ترین طلبہ جو کہ دوسرے ممالک میں تعلیم و ہنر سیکھنے جاتے ہیں اور اکثر اوقات اپنے ممالک میں واپس نہیں آتے اور اگر مجبوراً آنا پڑے تو دوسرے ممالک میں منتقل ہونے کے لئے بے تاب رہتے ہیں۔ اس وجہ سے پسماندہ ممالک میں ہنرمند افراد کی کمی رہتی ہے۔

14۔ ٹیکنالوجی کی کمی اور پسماندگی (Backward State of Technology)

تمام پسماندہ ممالک میں ٹیکنالوجی کی کمی پائی جاتی ہے۔ اس وجہ سے اشیا کے پیداواری مصارف کا زیادہ ہونا، اُجرتوں کا کم ہونا، سرمایہ کی کمی، غیر ہنرمند افرادی قوت اور وسائل کا غیر معیاری استعمال ہے۔

15۔ جذبہ حُب الوطنی کا فقدان (Lack of Patriotism)

پسماندہ ممالک میں حکومتی باگ ڈور زیادہ تر جاگیرداروں اور مفاد پرست عناصر کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔ ان کی طرف سے کی گئی منصوبہ بندی اور معاشی پالیسیوں کے پس پردہ بھی ذاتی اور گروہی مفادات ہوتے ہیں۔ اس لئے معیشت تو مجموعی طور پر ترقی نہیں کر پاتی البتہ یہ لوگ امیر سے امیر تر ہوتے چلے جاتے ہیں اور وسائل کا مجموعی رخ ان چند افراد کی طرف رہتا ہے۔

8.3 معاشی ترقی کے عوامل (Factors of Economic Development)

معاشی ترقی ایک ایسا پیچیدہ، مسلسل اور طویل عمل ہے جس کے نتیجہ میں معیشت تنگ دستی و غربت سے بہتر معاشی حالت کی طرف اور ایک پُروقار اور بہتر مستقبل کی طرف گامزن ہوتی ہے۔

اس عمل پر تین طرح کے عوامل اثر انداز ہوتے ہیں

(الف) معاشی عوامل (Economic Factors)

(ب) سماجی و ثقافتی عوامل (Socio - cultural Factors)

(ج) سیاسی عوامل (Political Factors)

(الف) معاشی عوامل (Economic Factors)

1۔ قدرتی وسائل مثلاً زمین، معدنیات، موسمی حالات، دریا، جنگلات، بندرگاہیں وغیرہ۔

2۔ سماجی اور انسانی سرمایہ:

(الف) تعلیم یافتہ اور ہنر مند افراد کی فراہمی

(ب) ذرائع آمدورفت اور رسل ورسائل کی موجودگی

(ج) وسائل توانائی یعنی بجلی، گیس اور تیل وغیرہ کی موجودگی

(د) تعلیمی اداروں، پیشہ وارانہ اداروں اور ہسپتالوں وغیرہ کی سہولیات

3۔ تشکیل سرمایہ:

الف۔ حقیقی بچتوں میں اضافہ ہونا۔

ب۔ بچتوں کی حرکت پذیری کے لئے نظام بنکاری

ج۔ سرمایہ کاری میں اضافہ کے لئے اقدامات

4۔ سرمایہ اور پیداوار کے تناسب کو بہتر کرنا تاکہ ملکی وسائل کو بہتر طور پر پیداوار میں اضافہ کے لئے کام میں لایا جاسکے۔

5۔ آجرانہ صلاحیتوں کی اہمیت۔

آجر کسی بھی کاروبار میں سرمایہ کاری کرتا ہے۔ نقصان کے اندیشوں کے باوجود خطرہ مول لیتا ہے۔ نئی نئی ایجادات، تحقیق واختراعات کے ذریعے خام مال کی بہتر اور نئی اقسام کو دریافت کرتا ہے اور پیداوار میں اضافہ کی کوشش کرتا ہے۔ جس کے نتیجے میں ملکی پیداوار بڑھتی ہے۔

(ب) سماجی وثقافتی عوامل (Socio - Cultural Factors)

کسی ملک کی معاشی ترقی میں اس ملک کے مخصوص حالات، سماجی ڈھانچہ اور ثقافتی اقدار نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بعض معاملات میں یہ چیزیں مثبت کردار ادا کرتی ہیں جبکہ بعض دیگر حالات میں منفی نتائج سامنے آتے ہیں۔

اگر سماجی وثقافتی لحاظ سے لوگ نئی چیزوں اور نئے آمدہ حالات میں اپنی مذہبی ودیگر روایات کے اندر رہتے ہوئے انہیں قبول کرنے کے لئے تیار ہوں تو معاشی ترقی پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس طرح اگر تحقیق وایجادات کو انسانیت کی بھلائی کا ذریعہ سمجھا جائے تو معاشی ترقی کی رفتار تیز تر ہوجاتی ہے۔

(ج) سیاسی عوامل (Political Factors)

کسی بھی ملک کا سیاسی استحکام، عوام کا اپنے حکمرانوں پر اعتماد اور حکمرانوں کا عوام کے ساتھ پُرخلوص رویہ اور عمل معاشرے میں سکون کا باعث ثابت ہوتے ہیں۔ حکمران عارضی منصوبہ بندی کی بجائے طویل المیعاد اور مستحکم پالیسیاں بناتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں عارضی نہیں بلکہ مستقل معاشی عمل اور ترقی کی راہیں کھلتی چلی جاتی ہیں اور ملک معاشی طور پر ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔

قومی پیداوار میں مختلف شعبوں کی نسبتی اہمیت
(Proportional Importance of Different Sectors in National Income)

معاشی ترقی کے نتیجہ میں کسی ملک کی مجموعی قومی پیداوار میں زراعت جیسے شعبوں کا تناسب کم ہوتا جاتا ہے اور صنعتی شعبہ کا تناسب

بڑھتا جاتا ہے۔ پاکستان کی تقریباً 61 فی صد آبادی دیہات میں آباد ہے اور 60 فی صد زراعت کے شعبہ سے وابستہ ہے۔ زراعت کا شعبہ پاکستان کی خام داخلی پیداوار میں 20.9 فی صد کا حصہ دار ہے جبکہ پاکستان کی 45 فی صد لیبر فورس کو روزگار مہیا کرتا ہے اور پاکستان کی برآمدات کا تقریباً 60 فی صد زراعت سے حاصل ہوتا ہے۔

گذشتہ دہائیوں کی نسبت اب صورت حال تبدیل ہوتی جا رہی ہے اور خام داخلی پیداوار میں زراعت کا حصہ بتدریج کم ہو رہا ہے اور صنعت کا حصہ بتدریج بڑھ رہا ہے۔ کسی بھی معیشت کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ اس ملک میں صنعتی شعبہ کو دیگر شعبہ جات اور خصوصاً زراعت کے شعبہ کی نسبت زیادہ اہمیت حاصل ہو۔ جس سے ملک اپنی پیداوار بڑھا کر زیادہ روزگار کے مواقع پیدا کر سکتا ہے۔ برآمدات میں اضافہ کے ذریعے توازن ادائیگی اور توازن تجارت کو اپنے حق میں کر سکتا ہے اور معاشی ترقی کی منزل حاصل کر سکتا ہے۔

8.4 پاکستان میں معیارِ زندگی (Quality of Life in Pakistan)

معیار زندگی سے مراد کسی ملک کے باشندوں کی معاشی حالت ہے، کسی ملک کے باشندوں کی معاشی حالت یا معیار زندگی سے مراد ان کی فی کس آمدنی، تعلیم و صحت کی سہولتوں کی فراہمی، رہائش کے لئے گھروں کی فراہمی، کھانے پینے کے لحاظ سے کم از کم معیاری خوراک (جس کا اندازہ فی کس کیلوریز سے لگایا جاتا ہے) اسی طرح عوام کے لئے معاشی ڈھانچہ (Economic Infrastructure) ہے۔ اس میں سڑکیں، مناسب ٹرانسپورٹ، گھروں میں بنیادی سہولتوں کی فراہمی شامل ہے۔

پاکستان میں عوام کا معیار زندگی ترقی یافتہ ممالک کے مقابلہ میں بہت پست ہے، اس کا اندازہ درج ذیل نکات سے لگایا جا سکتا ہے۔

(1) فی کس آمدنی (Per Capita Income)

سرکاری اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں فی کس آمدنی 1,512 امریکی ڈالر ہے، امریکہ کی فی کس آمدنی پاکستان کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ ہے۔ ہمارا شمار دنیا میں سب سے کم فی کس آمدنی (Low Per Capita Income Group) میں ہوتا ہے جو کہیں پست معیار زندگی کی نشاندہی کرتا ہے۔

(2) تعلیمی پسماندگی (Educational Backwardness)

پاکستان میں تقریباً آدھی آبادی تعلیم سے بے بہرہ ہے اور ابھی تک ہم سو فی صد بچوں کو تعلیمی سہولتیں فراہم نہیں کر سکے۔

(3) صحت کی سہولتوں کی عدم دستیابی (Lack of Health Facilities)

پاکستان میں ڈاکٹروں، نرسوں، ہسپتالوں کی تعداد آبادی کی ضروریات کے حوالہ سے بہت کم ہے۔

(4) رہائشی سہولتوں کی عدم دستیابی (Lack of Residential Facilities)

1981 کی مردم شماری کے مطابق 51.5 فی صد آبادی کے پاس ایک کمرہ پر مشتمل گھر تھے۔ 1998 میں یہ تعداد کم ہو کر 38.1 فی صد اور 2004 میں 25 فی صد رہ گئی۔

اکتوبر 2005 کے زلزلے کے بعد زلزلہ زدہ علاقوں میں صورت حال مزید گھمبیر ہو چکی ہے۔

(5) آمدنیوں میں تفاوت (Income Disparities)

پاکستان میں کم آمدنی والے 20 فی صد افراد کل آمدنی کا صرف 8 فی صد حاصل کر پاتے ہیں' ان کے مقابلہ میں 20 فی صد امرا 45 فی صد آمدنی حاصل کرتے ہیں۔ دولت کی تقسیم میں خرابی بھی اسی طرح ہے۔

(6) افراطِ زر میں اضافہ (Increase in Inflation)

پاکستان میں بڑھتی ہوئی مہنگائی اور افراطِ زر کی وجہ سے عوام کی اکثریت بنیادی ضروریاتِ زندگی تک رسائی حاصل نہیں کر پاتی۔ جس کی وجہ سے معیارِ زندگی میں اضافہ نہیں ہو پاتا۔

(7) یوٹیلیٹی سہولتوں کی عدم فراہمی (Lack of Utility Facilities)

بجلی، گیس، ٹیلی فون اور پانی زندگی کی بنیادی ضروریات ہیں، ان بنیادی سہولتوں کی فراہمی معیارِ زندگی میں اضافہ کرتی ہے۔ پاکستان کی ایک بڑی آبادی ان سہولتوں سے محروم ہے۔ علاوہ ازیں ان سہولتوں کے بلوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور اس بڑھتے ہوئے بوجھ کو برداشت کرنا عوام کے لئے مشکل تر ہو رہا ہے جو کہ براہِ راست عوام کے معیارِ زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔

(8) بے روزگاری (Unemployment)

ملک میں کام کرنے والے افراد کی ایک بڑی تعداد یا تو بے روزگار ہے یا مستور بے روزگاری کا شکار ہے۔ جس کا براہِ راست اثر معیارِ زندگی پر پڑتا ہے۔

(9) آبادی کا بڑھتا ہوا دباؤ (Increasing Population Pressure)

پاکستان کی آبادی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن اس ملک میں بڑھتی ہوئی آبادی کی ضرورت کے مطابق آمدنیوں اور سہولیات میں اضافہ نہیں ہو پا رہا۔ یہ بھی معیارِ زندگی میں اضافہ کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے۔

(10) حکومتی پالیسیوں میں عدم استحکام (Instability in Government Policies)

پاکستان میں ہر آنے والی حکومت پچھلی حکومتوں کے شروع کئے ہوئے کاموں پر تنقید کرتی ہیں' ان منصوبوں کو بند کر دیتی ہے اور نئے منصوبوں پر کام شروع کرواتی ہے۔ اس عدم استحکام کے نتیجے میں عوام تک سہولیات خاطر خواہ انداز میں نہیں پہنچ پاتیں۔

8.5 معاشی منصوبہ بندی (Economic Planning)

معاشی منصوبہ بندی کا آغاز 1917 میں روس میں آنے والے سوشلسٹ انقلاب سے ہوا۔ اس سے پہلے 1910 میں ناروے کے ایک ماہر معاشیات کرسٹون نے معاشی منصوبہ بندی کا تصور دیا۔ 1928 میں روس نے عملی طور پر معاشی منصوبہ بندی کا آغاز کیا۔ 1930 کی عالمی کساد بازاری اور دوسری جنگ عظیم کی تباہ کاریوں کے بعد معاشی منصوبہ بندی کی اہمیت بڑھتی گئی۔ بنیادی طور پر معاشی منصوبہ بندی کا تصور ایک اشتراکی تصور ہے لیکن آج دنیا بھر کی تمام معیشتوں میں اس نے اپنی اہمیت تسلیم کروالی ہے۔

معاشی منصوبہ بندی کا مفہوم (Meaning of Economic Planning)

معاشی منصوبہ بندی سے مراد ایک منظم طریق کار کے مطابق کسی مخصوص اور طے شدہ مقاصد کے حصول کے لئے اپنے وسائل کا

جائزہ لینا اور ان وسائل کو بروئے کار لانے کا عملی طریق کار ہے۔ منصوبہ بندی کے مقاصد کا تعین ہر ملک اپنی ضروریات کے مطابق کرتا ہے۔

پروفیسر رابنز کے مطابق (Prof. Robbins):

''معاشی شعبوں کا انتخاب اور مقاصد کے حصول کے لئے ان پر عمل کرنا معاشی منصوبہ بندی کی خاصیت ہے''۔

پروفیسر ایچ ڈی ڈکنسن (H.D.Dickenson) کے نزدیک:

''معاشی منصوبہ بندی ان بڑے معاشی فیصلوں کا نام ہے جس میں ایک حتمی ادارہ معاشی نظام کے مکمل جائزے کے بعد فیصلہ کرتا ہے کہ کون سی اشیا کتنی مقدار میں کن لوگوں کو مہیا کی جائیں''۔

لیوس لارون (Lewis Lorwin) کے مطابق:

''معاشی تنظیم کی ایک ایسی سکیم جس میں افراد، کارخانے، تنظیمیں اور صنعتیں ایک ایسے نظام کی تعاونی اکائیاں تصور کی جاتی ہیں جس کا مقصد موجودہ وسائل کو اس طرح استعمال کرنا ہوتا ہے کہ لوگوں کی زیادہ سے زیادہ ضرورت کو کم سے کم عرصہ میں پورا کیا جاسکے''۔

مذکورہ بالا تعریفوں کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ معاشی منصوبہ بندی سے مراد ایسا طریق کار ہے جس میں ایسے پروگرام اور پالیسیاں ترتیب دی جاتی ہیں جن کے ذریعے کسی ملک کے دستیاب وسائل کو بھرپور طور پر استعمال میں لا کر کسی معیشت کے بنیادی مسائل کا حل تجویز کیا جاتا ہے اور عوام کا معیار زندگی بلند کرنے کے لئے تجاویز دی جاتی ہیں۔

8.6 پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی (Economic Planning in Pakistan)

1947 میں قیام پاکستان کے فوراً بعد کمزور معیشت کو سہارا دینے کے لئے معاشی منصوبہ بندی کی اہمیت کو سمجھا گیا۔ اس ضمن میں سب سے پہلا اقدام قومی منصوبہ بندی ایجنسی (National Planning Agency) کا قیام تھا۔ اس ایجنسی کے قیام کا مقصد پورے ملک کی ترقی کے لئے اقدامات کرنا تھا۔ پاکستان کے قیام کے بعد سماجی، معاشی اور سیاسی صورتحال کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ معاشی منصوبہ بندی کے ضمن میں پروگرام میں بھی تبدیلیاں آتی گئیں۔ منصوبہ بندی ایجنسی کے تحت ایک ترقیاتی بورڈ (Development Board) دوسرا پلاننگ بورڈ اور تیسرے مستقل قومی منصوبہ بندی بورڈ یا پلاننگ کمیشن قائم کئے گئے۔

1948 میں حکومت پاکستان کے اکنامک افیئرز (Economic Affairs) ڈویژن کے تحت ترقیاتی بورڈ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کا بنیادی مقصد ملک میں معاشی ترقی کے کام کا آغاز کرنا اور کم از کم وقت میں معاشی و معاشرتی ترقی کے لئے راہیں ہموار کرنا تھا۔ اس بورڈ نے پاکستان کا پہلا چھ سالہ منصوبہ (57-1951) بنایا۔ اس منصوبہ کو ''کولمبو پلان'' کہا جاتا ہے۔ یہ منصوبہ کولمبو میں ہونے والی جنوبی ایشیاء کے ممالک کی کانفرنس کی تجاویز کی روشنی میں تیار کیا گیا۔ جس کے لئے فنڈز بیرونی امداد سے حاصل ہونا تھے۔ اس پلان کے تحت صوبہ خیبر پختونخوا میں وارسک ڈیم بنایا گیا۔ یہ منصوبہ اپنے آغاز کار سے ہی مشکلات کا شکار ہوا اور کوریا کی جنگ کی وجہ سے منصوبہ میں ترامیم کرنا پڑیں اور اپنی مدت سے دو سال پہلے ہی ختم کر دیا گیا۔

1953 میں حکومت پاکستان نے پلاننگ بورڈ (Planning Board) تشکیل دیا۔ جس کے ذمہ ملک میں ہونے والی ترقی کا

جائزہ اور اس کی روشنی میں پنجسالہ منصوبہ تیار کرنا تھا۔ اس پلاننگ بورڈ نے پہلا پنجسالہ منصوبہ (60-1955) تیار کیا۔ اپریل 1957 میں ایک مستقل قومی منصوبہ بندی بورڈ (Permanent National Planning Board) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کے چیئرمین پاکستان کے وزیر اعظم تھے۔ اس بورڈ کی ذمہ داری معاشی منصوبہ بندی اور اس کا عملی اطلاق، تحقیق، شماریاتی مواد کی فراہمی، سروے اور ترقیاتی کاموں کا جائزہ لینا تھا اور حکومت پاکستان کو اس کی معاشی پالیسوں کے لئے تجاویز دینا تھا۔ 1958 کے مارشل لاء کے بعد اس بورڈ کی تشکیل نو کی گئی اور اُسے ''پاکستان پلاننگ کمیشن'' کا نام دیا گیا۔ وزیر اعظم پاکستان اس کے چیئرمین قرار پائے۔ اس طرح اس ادارہ کے اختیارات اور ذمہ داریوں میں اضافہ کر دیا گیا۔

1961 میں صدر پاکستان کمیشن کے چیئرمین بنے اور اس ادارہ کا دائرہ اختیار منصوبہ بندی کے ساتھ ساتھ منصوبہ بندی کے اطلاق اور اس کی نگرانی تک بڑھا دیا گیا۔ اس طرح کی ذمہ داریاں کمیشن کو صدارتی سیکریٹریٹ میں ڈویژن کا درجہ حاصل ہو گیا۔ 1982 میں اس کمیشن کے چیئرمین اور اکنامک افیئرز، فنانس ڈویژن اور منصوبہ بندی کے سیکرٹریز کو اس کا ممبر بنا دیا گیا۔

منصوبہ بندی کمیشن (Planning Commission) کے فرائض

1۔ قلیل مدتی، اوسط مدتی اور طویل مدتی منصوبے تیار کرنا۔
2۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام (Annual Development Programme) تیار کرنا۔
3۔ بدلتے ہوئے حالات کے مطابق منصوبہ بندی میں تبدیلیاں کرنا۔
4۔ جاری منصوبہ کے کام کا جائزہ اور نگرانی
5۔ مکمل شدہ پراجیکٹس کا جائزہ (Evaluation)
6۔ ایسے شعبوں، علاقوں اور معاملات کا جائزہ جہاں منصوبہ بندی و ترقی کی ضرورت ہے۔
7۔ ملکی معاشی پالیسیاں اور عمومی معاشی صورت حال کا جائزہ
8۔ معاشی تحقیق، بنیادی معلومات (Data Base) کو بہتر بنانا۔
9۔ تکنیکی اور معاشی لحاظ سے مختلف منصوبوں (Projects) کے لئے مناسب لاگت میں معیاری کام کی تجاویز دینا۔

پلاننگ کمیشن کے اکنامک سیکشن کے تحت متعدد دوسرے سیکشن کام کرتے ہیں۔ ہر سیکشن کے ذمہ مختلف نوعیت کے معاملات ہیں۔ اس کے علاوہ صوبائی منصوبہ بندی و مشینری، صوبائی منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ وغیرہ منصوبہ بندی و ترقی کے لئے اپنی اپنی ذمہ داری ادا کر رہے ہیں۔

پاکستان میں آٹھ پنجسالہ منصوبے بنائے گئے۔ جن کی تفصیل ذیل کے گوشوارہ میں دی گئی ہے۔

منصوبہ	عرصہ (Period)	حجم (Size)
پہلا پنجسالہ منصوبہ	1955-60	1080 کروڑ روپے
دوسرا پنجسالہ منصوبہ	1960-65	2300 کروڑ روپے
تیسرا پنجسالہ منصوبہ	1965-70	5200 کروڑ روپے
چوتھا پنجسالہ منصوبہ	1973-78	7500 کروڑ روپے

پانچواں پنجسالہ منصوبہ	1978-83	21000 کروڑ روپے
چھٹا پنجسالہ منصوبہ	1983-88	49000 کروڑ روپے
ساتواں پنجسالہ منصوبہ	1988-93	66000 کروڑ روپے
آٹھواں پنجسالہ منصوبہ	1993-98	170000 کروڑ روپے

آٹھویں پنجسالہ منصوبہ کے بعد پاکستان میں پنجسالہ منصوبوں کا دور ختم ہوگیا۔ تاہم اب سالانہ ترقیاتی پلان (Annual Development Plan) تیار کیے جاتے ہیں اوراس کے مطابق ملکی ترقی کیلئے اقدامات کئے جاتے ہیں۔ طویل المدتی منصوبہ بندی کے حوالہ سے پاکستان میں پروگرام 2010 اور ویژن 2025 جیسے منصوبے بھی تشکیل دیئے گئے۔

پاکستان میں منصوبہ بندی کے مقاصد (Objectives of Planning in Pakistan)

پاکستان کے پہلے پنجسالہ منصوبہ کے لئے پانچ اہداف طے کئے گئے جو کہ پاکستان کی منصوبہ بندی کے بنیادی اہداف ہیں۔ البتہ بعد کے منصوبوں میں کچھ اہداف کا اضافہ ہوتا گیا۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ قومی آمدنی اور فی کس قومی آمدنی میں اضافہ

2۔ آمدنیوں اور دولت کی تقسیم میں تفاوت (Inequalities) کا خاتمہ

3۔ ملک کے مختلف حصوں کے درمیان تفاوت (Disparities) کا خاتمہ

4۔ روزگار کے لئے نئے مواقع پیدا کر کے بے روزگاری کا خاتمہ

5۔ آبادی میں تیز تر اضافہ کے مسئلہ پر قابو پانا۔

6۔ توازن ادائیگیوں کو بہتر بنانا۔

7۔ تعلیم، ہنر، تعمیر مکانات اور صحت کی سہولتوں کی فراہمی کے ذریعے انسانی وسائل کی ترقی۔

8۔ خوراک میں خود کفالت۔

9۔ بچتوں میں اضافہ کرنا۔

10۔ بنیادی صنعتوں کا قیام۔

11۔ قیمتوں میں استحکام۔

پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی کی حکمت عملی اور اطلاق کا تجزیہ

(Strategy of Economic Planning in Pakistan and Analysis of its Implementation)

1۔ پاکستان کے پہلے پنجسالہ منصوبے (1955-60) کے اہم عناصر

(i) صنعتوں کا فروغ (ii) نجی شعبہ پر زیادہ انحصار برائے صنعتی ترقی

(iii) ٹیکسوں میں چھوٹ (iv) بالواسطہ ٹیکسوں پر زیادہ انحصار

(v) آمدنیوں کے تفاوت میں کمی برائے تیز تر ترقی۔

اس منصوبہ میں صنعتی ترقی کو فروغ ملا لیکن زرعی شعبہ نظر انداز کر دیا گیا۔

2۔ 1960 کے عشرے میں زرعی شعبہ کو صنعتی شعبہ کے برابر اہمیت دی گئی۔ ترقی کی شرح میں اضافہ کے لئے امداد، قرضوں اور بیرونی نجی سرمایہ کاری (Private Foreign Investment) کی صورت میں بیرونی معاونت پر زور دیا گیا۔ اس کے نتیجے میں مغربی پاکستان میں ترقی کی شرح 7% اور مشرقی پاکستان میں 5% ہوگئی۔ لیکن اس کے نتیجے میں بہت سے مسائل پیدا ہوئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

i۔ معاشی تفاوت میں اضافہ ہوا۔

ii۔ گھریلو بچتوں میں اضافہ نہ ہو سکا۔

iii۔ ترقیاتی سرمایہ کاری کے لئے بیرونی امداد حاصل کرنا پڑی۔

iv۔ اشیائے صرف کی صنعتوں کا قیام عمل میں آیا۔

v۔ فاضل پرزوں اور خام مال کی درآمد میں اضافہ ہوا۔

vi۔ بین الاقوامی تجارت میں خسارہ۔

vii۔ مشرقی اور مغربی پاکستان کے مابین علاقائی معاشی فرق بڑھ گیا جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان علیٰحدہ ہو گیا۔

3۔ 1970 کی دہائی کے دوران معاشی مساوات اور پیداوار میں اضافہ کے اصول کی پالیسی بنائی گی۔ سرکاری شعبہ کو وسعت حاصل ہوئی۔ 32 بڑی اور اہم صنعتوں کو قومی تحویل میں لے لیا گیا۔ اس کے بعد چھوٹی صنعتوں کو بھی قومی تحویل میں لے لیا گیا۔ حکومت کی یہ پالیسی بھی ناکام ہوئی۔ سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی ہوئی۔ پرانی مشینری کو تبدیل نہ کیا گیا۔ کارکنوں اور سرمایہ کاروں کے اختلافات بڑھتے گئے۔ صنعتی پیداوار میں زبردست کمی ہوئی۔ زرعی شعبہ میں بھی خود کفالت کا خواب پورا نہ ہو سکا۔ تجارتی خسارہ مسلسل بڑھتا گیا۔ بیرونی امداد اور قرضوں پر انحصار مزید بڑھا۔ قرضوں اور سود کی ادائیگی کا مسئلہ پیدا ہوا۔ اس طرح صنعتوں کو 1972 میں قومی تحویل میں لینے کی پالیسی بری طرح ناکام رہی۔

4۔ 1977 میں مارشل لا حکومت نے ایک دفعہ پھر نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی کی۔ دیہی علاقوں کی ترقی اور زرعی شعبہ میں پیداوار بڑھانے کے لئے پروگرام بنائے۔ لیکن یہ حالت زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی۔ اس عرصہ میں درج ذیل اہداف پر زیادہ زور دیا گیا۔

i۔ زرعی اور صنعتی شعبہ کی ترقی میں توازن پیدا کرنا۔

ii۔ وسائل کی تقسیم میں کم مراعات یافتہ اور نظر انداز کردہ علاقوں اور شعبوں کو ترجیح دینا۔

iii۔ گھریلو بچتوں میں اضافہ اور بیرونی امداد پر انحصار کم کرنا۔

iv۔ نجی شعبہ کے موثر کردار کے لئے راستہ ہموار کرنا۔

v۔ معاشرتی خدمات مثلاً تعلیم، صحت اور پینے کے پانی کی فراہمی وغیرہ۔ اس دور میں معیشت کو اسلامی اُصولوں کے مطابق ڈھالنے کے کام کا آغاز ہوا۔ اس دور میں لوگوں کو سادہ زندگی اختیار کرنے اور بلا ضرورت اخراجات سے اجتناب کی تلقین کی گی۔ اس پالیسی کے نتیجے میں قومی آمدنی میں اضافہ ہوا۔

5۔ چھٹے پنجسالہ منصوبہ (88-1983) کا ہدف پورے ملک میں منصفانہ اور تیز تر ترقی قرار پایا۔ اس کے ساتھ ساتھ ملکی معیشت کی اسلامی بنیادوں پر تشکیل کے لئے اسلامی بنکاری کے کام کا آغاز ہوا۔

6۔ ساتواں پنجسالہ منصوبہ (93-1988) کا ہدف پیداوار میں بہتر طریقے سے اضافہ کرنا اور عوام کے معیار زندگی کو بلند کرنے کے اقدامات کرنا تھا۔

7۔ آٹھویں پنجسالہ منصوبہ میں نجی شعبہ کو مضبوط تر کرنے کی طرف توجہ دی گئی۔ قومی اثاثوں کی نجکاری (Privatization) پر توجہ دی گئی۔ منڈی کی معیشت (Market Mechanism) کو مضبوط کرنا بھی اس منصوبہ کا خصوصی ہدف تھا۔ نجکاری (Privatization) اور آزادانہ پالیسی (Liberalization) اس منصوبہ کے رہنما اصول تھے۔ اس منصوبہ میں قرار پایا گیا کہ حکومت اپنے آپ کو بنیادی معاشی ڈھانچہ (Basic Infrastructure) اور لوگوں کو تعلیم وصحت کی سہولتوں کی فراہمی تک محدود رکھے گی۔ ٹیکسوں کے نظام کی تشکیل نو اور بہتر ماحولیات کی فراہمی تاکہ بیرونی ذرائع پر انحصار کم کیا جاسکے۔ مزید برآں بیرونی سرمایہ کاری میں اضافہ کرنا بھی اس منصوبہ کا حصہ تھا۔

8۔ آٹھویں پنجسالہ منصوبہ کے اختتام کے بعد پاکستان میں باقاعدہ منصوبہ بندی کا دور ختم ہوگیا۔ یعنی پنجسالہ منصوبہ بندی کی بجائے سالانہ بنیادوں پر منصوبہ بندی پر انحصار کیا گیا۔

8.7 پاکستان کے زرعی اور صنعتی شعبہ کے مسائل اور ان کا حل

(Problems of Agricultural and Industrial Sectors of Pakistan and their Solution)

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے۔ لیکن پاکستان کی زراعت پسماندگی کا شکار ہے اور ہم آج تک زرعی خود کفالت کی منزل کو نہیں پاسکے۔ اسی طرح آج کے دور میں صنعت کسی بھی معیشت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ پاکستان میں یہ دو شعبے کئی قسم کے مسائل کا شکار ہیں۔ ذیل میں دونوں شعبوں کے مسائل اور ان کے حل کے لئے تجاویز دی گئی ہیں۔

پاکستان کے زرعی شعبہ کے مسائل (Problems of Agricultural Sector of Pakistan)

پاکستان کو اللہ تعالی نے زرخیز زرعی زمین سے نوازا ہے۔ پاکستان میں آبپاشی کا بہترین نظام موجود ہے۔ پاکستان کی خام قومی پیداوار کا 20.9% زراعت سے حاصل ہوتا ہے۔ ملک کی 45% لیبر فورس زراعت کے شعبہ سے وابستہ ہے جبکہ دیہی علاقوں کی 70% لیبر فورس اسی شعبہ میں کام کر رہی ہے ہمارے زرمبادلہ کا 60% زراعت اور زراعت سے وابستہ صنعتوں سے حاصل ہوتا ہے۔

ان سب صفات کے باوجود پاکستان کا زرعی شعبہ پسماندگی کا شکار ہے۔ اس شعبہ کی شرح نمو بہت سست ہے۔ یہ شعبہ پاکستان کی صنعتی

ضروریات اور بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہے۔ زرعی شعبہ کو درپیش مسائل میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں۔

1۔ قابل کاشت رقبہ کا غیر مستعد استعمال (Inefficient use of Cultivable Area)

پاکستان میں سرمائے کی کمی اور آبپاشی کی ناکافی سہولتوں کی وجہ سے قابل کاشت رقبہ کا کم حصہ استعمال ہوتا ہے۔ ہر سال زمین کی زرخیزی بحال رکھنے کے لئے زمین کا ایک بڑا حصہ خالی چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ لاکھوں ایکڑ اراضی کو استعمال میں لانے کے لئے کوئی منصوبہ بندی نہیں ہے۔

2۔ عمیق طریقہ کاشت کا نہ ہونا (Lack of Intensive Cultivation)

زرعی زمینوں پر زیادہ سے زیادہ فصلیں کاشت کرنے کی طرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔ فصلوں کے نئے بیج اور کیمیاوی کھادیں استعمال کرنے کا رواج کم ہے۔

3۔ ناکافی ذرائع آبپاشی (Inadequate Irrigation Facilities)

پاکستان کے نہری نظام کا شمار دنیا کے بہترین نہری نظاموں میں ہوتا ہے اس کے باوجود ہمارے آبپاشی کے ذرائع ناکافی ہیں۔ کھالوں اور کھیتوں میں پانی ضائع ہو جاتا ہے ضرورت سے زیادہ بجلی کی لوڈشیڈنگ سے فصلیں متاثر ہوتی ہیں۔ دریاؤں میں آنے والا بہت سا پانی سمندر میں جا گرتا ہے اور اسے ذخیرہ کرنے کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ہے۔ اسی طرح پانی کی تقسیم میں بہت سی خرابیاں موجود ہیں۔

4۔ زرعی مداخل کی کمی (Lack of Agricultural Inputs)

اچھے بیج، کیمیاوی کھادیں، کیڑے مار ادویات، ٹریکٹر، تھریشر، ہارویسٹر اور آبپاشی کے جدید ذرائع جیسے مداخل کی فراہمی اور ان کے استعمال کو عام کرنے کی ضرورت ہے ان مداخل کی قیمتیں بہت زیادہ ہیں اور ان کو حاصل کرنا ایک اوسط درجہ کے کسان کے لئے بہت مشکل ہے۔

5۔ زرعی تحقیق (Agricultural Research)

پاکستان کی فی ایکڑ پیداوار ترقی یافتہ ممالک کی نسبت ایک چوتھائی سے بھی کم ہے۔ فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ کے لئے فصلوں کے دشمن کیڑوں کو ختم کرنے کے لئے جراثیم کش ادویات اور جدید بیجوں کے لئے تحقیق کی ضرورت ہے۔ اسی طرح فصلوں کی اچھی اقسام کی دریافت بھی ضروری ہے۔

6۔ زرعی قرضوں کی عدم دستیابی (Lack of Agricultural Credit)

ہمارے کسانوں کی زرعی ملکیت بہت کم ہے۔ کاشت کاروں کو عموماً قرضے کی ضرورت پڑتی ہے۔ زرعی قرضہ دینے والے اداروں کی کمی ہے۔ اس کے علاوہ موجودہ ادارے قرضہ کے حق داروں کو قرضہ مہیا نہیں کرتے بلکہ ایسے بارسوخ زمیندار یہ قرضے لیتے ہیں جن کو قرضے کی بہت کم ضرورت ہے۔ کسان یہ قرضے عام طور پر آڑھتیوں اور ساہوکاروں سے لیتے ہیں۔ جن کی شرح سود بہت زیادہ ہوتی ہے اور وہ کسانوں کا استحصال بھی کرتے ہیں اور کسان ساری زندگی ان کے محتاج رہتے ہیں۔

7۔ سیم وتھور (Water Logging and Salinity)

پاکستان کی زرعی اراضی کا بہت بڑا حصہ سیم وتھور کی وجہ سے قابل کاشت نہیں رہا۔ اس کے علاوہ ہر سال بہت سی زمین کٹاؤ کا شکار ہورہی ہے جس سے زرخیز رقبہ کم ہوجاتا ہے۔

8۔ کسان کی پسماندہ حالت (Financial Backwardness of Farmers)

زرعی شعبہ میں سب سے اہم فرد کسان ہے۔ اس کی مالی حالت بہت خراب ہے۔ وہ انسان جو دوسروں کے لئے خوراک فراہم کرتا ہے اسے دووقت ڈھنگ کی روٹی میسر نہیں ہے۔

9۔ بہتر ذرائع نقل وحمل کی کمی (Lack of Efficient Means of Transportation)

دیہاتوں سے شہروں کی منڈیوں تک زرعی اجناس غیر ترقی یافتہ ذرائع آمدورفت کی وجہ سے پہنچانا بہت دشوار ہے۔ کسانوں کے لئے منڈیوں تک رسائی نہ ہونے کی وجہ سے دلال اور آڑھتی ان کو مناسب معاوضہ نہیں دیتے۔ اس طرح مناسب معاوضہ نہ ملنے کی وجہ سے ان کی مالی حالت بھی کمزور رہتی ہے۔

10۔ انتشار اراضی (Fragmentation of Lands)

قانونی خامیوں کی وجہ سے زمینیں چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم ہوجاتی ہیں۔ اشتمال اراضی کے نہ ہونے کی وجہ سے ان سے خاطرخواہ فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔

11۔ فصلوں کی بیماریاں (Crop Diseases)

کپاس، گندم، گنا اور چاول وغیرہ جیسی فصلوں پر اکثر اوقات کیڑوں اور سنڈیوں کا حملہ ہوجاتا ہے۔ جس سے پودے تباہ ہوجاتے ہیں یا کمزور ہوجاتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق اس وجہ سے پاکستان میں 25 فیصد تک فصل کم ہوجاتی ہے۔

12۔ لڑائی جھگڑے (Disputes)

تعلیم کی کمی اور جہالت کی وجہ سے کسان اکثر آپس میں لڑائی جھگڑوں، اور یا پھر دشمنیوں میں پڑے رہتے ہیں اور اپنا بہت سا وقت تھانے اور کچہریوں میں ضائع کردیتے ہیں۔ جبکہ یہ روپیہ اور وقت کسی بہتر کام کے لئے استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ شادی بیاہ پر قرضہ لے کر اور دیگر تقریبات پر فضول خرچی کرتے ہیں۔

13۔ زراعت پر مبنی صنعت کا فقدان (Lack of Agro Based Industries)

حیوانات، مرغبانی، مرغیوں کی خوراک، ماہی گیری، ڈیری فارمنگ جیسی زراعت پر مبنی صنعتوں کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ حالانکہ کسان فالتو وقت ان کی طرف توجہ دے کر اپنی مالی حالت بہتر بناسکتے ہیں۔

14۔ قدرتی آفات (Natural Calamities)

ملک میں دریاؤں کی سطح بلند ہونے کی وجہ سے اکثر سیلاب آتے رہتے ہیں۔ جب سیلاب نہ آئیں تو خشک سالی کا سامنا کرنا پڑتا

ہے۔اس طرح دونوں صورتوں میں فصلوں کا نقصان ہوتا ہے اور کسان پریشان حال رہتا ہے۔

15۔ زرعی اشیا کی قیمتیں (Prices of Agricultural Goods)

گو ملک افراط زر کا شکار ہے لیکن صنعتی اشیا کی نسبت زرعی پیداوار کی قیمتیں بہت کم ہیں۔ کسان کاشتکاری کی بجائے دیگر ملازمتوں اور کاروبار کو ترجیح دیتے ہیں۔

16۔ جاگیرداری نظام (Landlordism)

ہمارے ملک کے جاگیرداری نظام نے اس شعبہ کی کارکردگی کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ بڑے بڑے جاگیردار اکثر اوقات شہر میں رہتے ہیں اور مزارعوں کے ذریعے کاشتکاری ہوتی ہے۔ان مزارعوں کے ساتھ انسانیت سوز اور غلاموں جیسا سلوک کیا جاتا ہے۔ان کو مناسب غذا بھی نہیں ملتی۔لہٰذا وہ پیداوار میں اضافہ کی کوشش نہیں کرتے۔

17۔ کسانوں کی پسماندگی (Backwardness of Farmers)

کسانوں میں ناخواندگی اور جہالت ان کی پسماندگی کی سب سے بڑی وجہ ہے۔اس بنا پر نہ تو وہ جدید طور طریقے سیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی بہتر پیداوار کے لئے منصوبہ بندی کر سکتے ہیں۔اسی طرح وہ اپنی فصلوں کو بہتر طور پر محفوظ رکھنے کے طریقے نہیں جانتے اور نہ ہی اچھی مارکیٹنگ کے ذریعے بہتر قیمتیں لے سکتے ہیں۔

زرعی مسائل کا حل (Solution of Agricultural Problems)

جیسا کہ اوپر کی بحث سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ پاکستان کا زرعی شعبہ بہت سے مسائل کا شکار ہے۔ جب تک اس شعبہ کے مسائل حل کرنے کی طرف توجہ نہیں دی جائے گی اس وقت تک یہ شعبہ ترقی نہیں کر سکے گا۔حکومت نے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے بہت سے اقدامات کیے ہیں۔لیکن ابھی اس کی ترقی کے لئے مزید کوشش درکار ہے۔ذیل میں زرعی مسائل کو حل کرنے کے لئے چند سفارشات پیش کی جاتی ہیں۔

1۔ قابل کاشت رقبہ کو مکمل طور پر استعمال کیا جائے بنجر اور ویران زمینوں کو کاشت کے قابل بنایا جائے اور ہر سال سیم وتھور کی وجہ سے خراب ہونے والی زمینوں کے تحفظ کے لئے منصوبہ بندی اور اقدامات کیے جائیں۔اسی طرح زمینوں کو کٹاؤ سے بچانے کے لئے زیادہ سے زیادہ شجرکاری کی جائے۔

2۔ گندم، چاول اور دیگر زرعی اجناس کی فی ایکڑ پیداوار بڑھانے کے لئے بیج، کیمیاوی کھادیں اور سائنسی کاشت کے جدید طریقوں کو فروغ دیا جائے۔زرعی تحقیقی مراکز قائم کئے جائیں۔کاشتکاروں کو مشاورت فراہم کی جائے۔

3۔ فصلوں کو پانی کی فراہمی کیلئے بارشوں کے پانی کو ڈیم بنا کر ذخیرہ کیا جائے۔جس سے سیلاب کنٹرول کرنے کے علاوہ بجلی کی پیداوار بڑھانے کے لئے مدد ملے گی۔اس کے علاوہ جہاں نہری پانی میسر نہ ہو وہاں ٹیوب ویلوں اور کنوؤں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ٹیوب ویلوں کے لئے بجلی مفت فراہم کی جائے یا بہت کم نرخوں پر مہیا کی جائے۔

4۔ کسانوں کو زرعی کاشت کے جدید طریقوں کے استعمال کی ترغیب دی جائے۔انہیں بلاسود قرضے دیئے جائیں اور ان قرضوں

کے زرعی ترقی کیلئے استعمال کی نگرانی کی جائے تاکہ قرضوں کی رقوم فضول خرچی میں ضائع نہ کی جائیں۔ کسانوں کو پیش آنے والی مشکلات سے نجات دلائی جائے۔

5۔ منڈیوں تک زرعی اجناس پہنچانے کے لئے ذرائع نقل وحمل کو ترقی دی جائے۔ اس کے علاوہ دلالوں اور آڑھتیوں سے نجات دلانے کے لئے حکومت خود زرعی اجناس خریدنے کا طریق کار اپنائے اور منڈیوں کے نظام کو جدید بنایا جائے تاکہ کسانوں کی حوصلہ افزائی ہو۔

6۔ تعلیم بالغاں اور دیہات میں کسانوں کے بچوں کو تعلیم کی مفت سہولتیں بہم پہنچائی جائیں تاکہ کاشتکاروں میں بھی بیداری پیدا ہو۔ وہ آپس کے جھگڑوں کو ختم کر کے ملکی ترقی کی طرف توجہ دیں۔ سائنسی طریقوں کو اپنائیں اور زراعت کو ترقی دے سکیں۔

7۔ اشتمال اراضی کیلئے آسان اور بہتر قانون سازی کی جائے تاکہ انتشار اراضی کے نقصانات سے کسان کو بچایا جا سکے۔

8۔ زرعی اجناس کی بہتر قیمتوں کے ذریعے کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

9۔ سیلابوں اور دیگر ناگہانی آفات سے بچاؤ کی تدابیر کی جائیں۔ دریاؤں کی سطح کو گہرا کرنے کے علاوہ کناروں پر پشتے تعمیر کئے جائیں۔ اس کے علاوہ کسانوں کو فراخدلی سے قرضے فراہم کیے جائیں اور ان کی بھرپور مالی مدد کی جائے۔

10۔ زراعت پر مبنی صنعتوں کو فروغ دینے کے لئے کسانوں کو مفت مشورے اور بنیادی ضروریات فراہم کی جائیں۔ ان صنعتوں کو متعلقہ علاقوں کے قریب قائم کیا جائے۔

11۔ جاگیرداری نظام کو ختم کرنے کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں۔ جاگیرداروں اور زمینداروں سے بے کار پڑی ہوئی زمین جبراً لے کر بے مالک کاشتکاروں میں تقسیم کر دی جائے۔ اس سے کسانوں کی حالت بہتر ہونے کے ساتھ ساتھ ملکی قومی آمدنی میں بھی اضافہ ہوگا۔

12۔ پاکستان کی زرعی ترقی کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ سیم وتھور ہے جس کی وجہ سے زرعی زمین قابل کاشت نہیں رہتی۔ اس بیماری پر قابو پانے کے لئے طویل المدت منصوبہ کی ضرورت ہے تاکہ قابل کاشت رقبہ کو خراب ہونے سے بچایا جا سکے۔

پاکستان کے صنعتی شعبہ کے مسائل (Problems of Industrial Sector of Pakistan)

آج کے دور میں کوئی بھی ملک صنعتی شعبہ کو ترقی دیئے بغیر ترقی کا خواب نہیں دیکھ سکتا۔ پاکستان کے صنعتی شعبہ کا خام قومی پیداوار میں حصہ 25.4% ہے اور یہ شعبہ پاکستان کی 13.2% لیبر فورس کو روزگار مہیا کرتا ہے۔ پاکستان صنعتی لحاظ سے پسماندہ ہے اور اس شعبہ کو بہت سے مسائل کا سامنا ہے ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

1۔ معدنیات کی قلت (Shortage of Minerals)

پاکستان میں صنعت کے لئے بنیادی معدنیات کی کمی ہے مثلاً پٹرول، کوئلہ اور لوہا وغیرہ۔ پاکستان میں یہ معدنیات ضرورت کی نسبت بہت کم پیدا ہوتی ہیں۔ پاکستان میں نکلنے والے خام لوہے کا معیار اتنا اچھا نہیں ہے اس لئے ہمیں درآمدات پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔

2۔ تربیت یافتہ عملہ کی کمی (Lack of Trained Staff)

پاکستانی صنعتی مزدوروں کی کارکردگی مغربی ممالک کی نسبت بہت کم ہے۔ جس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ تعلیم کے علاوہ تربیت کی کمی اور جدید ٹیکنالوجی کا فقدان بھی ہے۔ آب وہوا کی شدت، ثقافتی اور تاریخی پس منظر بھی صنعتی مزدوروں کی کارکردگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس لئے صنعتی شعبہ میں ترقی کا عمل سست روی کا شکار ہے۔

3۔ سرمایہ کی کمی (Lack of Capital)

صنعتی ترقی میں مالی ادارے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ کارخانہ داروں اور سرمایہ کاروں کو طویل المیعاد قرضے درکار ہوتے ہیں جو کہ آسانی سے مہیا نہیں ہوتے۔

4۔ غیر مستعد ذرائع نقل وحمل (Lack of Efficient Means of Transportation)

پاکستان کے ذرائع نقل وحمل اور مواصلات غیر مستعد اور ناکافی ہیں۔ اس وجہ سے ملکی مصنوعات کی منڈی محدود ہوگئی ہے۔ اس کے علاوہ دیہاتوں سے کارخانوں تک زرعی خام مال لانا بہت مہنگا پڑتا ہے اور اشیا کی لاگت بڑھ جاتی ہے۔

5۔ بنیادی صنعتی ڈھانچہ (Basic Infrastructure)

پاکستان کا بنیادی صنعتی ڈھانچہ صنعتوں کے لئے ناکافی ہے۔ اس میں توانائی کے وسائل، بجلی کی کمی، لوڈشیڈنگ، تیل اور ایندھن کی بڑھتی ہوئی قیمتیں، ذرائع آمدورفت وغیرہ کی حالت پاکستان کی صنعتی ترقی کی ضروریات کو پورا نہیں کرتے۔

6۔ غربت کا منحوس چکر (Vicious Circle of Poverty)

پاکستان غربت کے منحوس چکر میں پھنسا ہوا ہے۔ یہاں قومی آمدنی کم ہونے کی وجہ سے فی کس آمدنی کم ہے۔ لوگوں کے لئے بنیادی ضروریات زندگی کو پورا کرنا مشکل ہے جس سے بچت اور سرمایہ کاری کی شرح بھی کم ہوجاتی ہے۔ پاکستان میں بیروزگاری اپنی انتہائی بلندیوں کو چھو رہی ہے۔ غربت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ جس سے لوگوں کی قوت خرید کم ہوجاتی ہے اور مجموعی طلب کم ہونے سے صنعتی شعبہ پر بُرے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

7۔ مصنوعات کا پست معیار (Low Quality Products)

پاکستانی عوام اپنے ملک کی بنائی ہوئی اشیا عموماً پسند نہیں کرتے وہ دوسرے ملکوں سے درآمد شدہ اشیا کو ترجیح دیتے ہیں۔ دراصل ہمارے صنعتکار ملکی صارفین کا اعتماد حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں۔

8۔ خام مال اور مشینری کی درآمد (Import of Raw Material and Machinery)

پاکستان میں بھاری مشینری بنانے کی صنعت ابھی تک نہ ہونے کے برابر ہے۔ صنعتوں سے متعلق تمام مشینری مہنگے داموں درآمد کرنا پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ خام مال کی درآمد کافی مقدار میں کی جاتی ہے۔ جس سے ہماری ملکی مصنوعات دوسرے ملکوں کی اشیا کی نسبت مہنگی ہوتی ہیں اور منڈی میں غیر ملکی مصنوعات کا مقابلہ نہیں کر پاتیں۔

9۔ ٹیکنالوجی کی پسماندگی (Backward Technology)

ملکی سرمایہ کی قلت کی وجہ سے دوسرے ملکوں سے جدید مہنگی ٹیکنالوجی حاصل کرنا مشکل ہے۔ بہت سے کارخانوں میں پُرانی مشینری استعمال ہو رہی ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارا صنعتی شعبہ ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتا۔

10۔ صنعتی مشاورتی اداروں کی کمی (Lack of Industrial Advisory Institutions)

ترقی یافتہ ملکوں میں بہت سے ادارے لوگوں کو مختلف شعبوں میں سرمایہ کاری کرنے کے لیے مشورے دیتے ہیں۔ وہ دنیا کے حالات کو مدنظر رکھ کر سرمایہ کاری کے رخ کا تعین کرتے ہیں لیکن پاکستان میں ایسے ادارے کم ہیں جس کی وجہ سے سرمایہ کاروں کو رہنمائی نہیں ملتی۔

11۔ سیاسی حالات (Political Situation)

ملک میں سیاسی حالات اکثر ناموافق ہوتے ہیں۔ مختلف سیاسی پارٹیاں اپنے مخالفوں کو نیچا دکھانے کے لئے ملکی مفادات کو داؤ پر لگا دیتی ہیں۔ کراچی، خیبر پختونخوا اور ملک کے دوسرے علاقوں میں تشدد، دہشت گردی اور عدم تحفظ کی وجہ سے سرمایہ دار سرمایہ کاری کرنے سے کتراتے ہیں۔

12۔ سمگلنگ (Smuggling)

سمگلنگ کی وجہ سے بہت سی بیرونی اشیا ملکی مصنوعات کے مقابلہ میں سستی مل جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے ملکی صنعتوں پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

13۔ محدود ملکی منڈی (Limited Domestic Market)

کم آمدنیوں، غربت، اور پسماندگی کی وجہ سے مصنوعات کی مقامی طلب بہت محدود ہے جس کی وجہ سے اشیا کو بہت بڑے پیمانے پر پیدا کرنا فائدہ مند ثابت نہیں ہوتا اور مقامی صنعتیں فروغ نہیں پاتیں۔

14۔ غیر ملکی مصنوعات خریدنے کا جنون (Craze for Foreign Products)

نمود و نمائش اور معاشرے میں ایک دوسرے سے بڑھ کر اپنے آپ کو امیر ثابت کرنے کے شوق کی وجہ سے لوگوں میں غیر ملکی اشیا خریدنے کا جنون پایا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے مقامی اشیا کی مانگ میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوتا۔

15۔ صنعتی تحقیق کا فقدان (Lack of Industrial Research)

دیگر پسماندہ ممالک کی طرح ہم اپنے حالات کے مطابق صنعتوں کو فروغ دینے کے لئے صنعتی تحقیق پر خاطر خواہ توجہ نہیں دے سکتے جس کی وجہ سے صنعتی ترقی کی نئی راہیں نہیں کھل سکتی۔

16۔ ڈبلیو ٹی او کے قوانین (Laws of WTO)

پاکستان کی صنعت کے لئے مستقبل کا سب سے بڑا چیلنج ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (WTO) کے قوانین ہیں۔ جن کی وجہ سے آزاد تجارت کو فروغ ملے گا اور مقامی صنعتوں کو ملٹی نیشنل کمپنیوں کی صنعتی اشیا کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑے گا اگر مقامی صنعت نے اس کا احساس

نہ کیا تو یہ صنعتیں تباہ ہو جائیں گی۔

صنعتی مسائل کا حل (Solution of Industrial Problems)

ان مسائل کو حل کرنے کے لئے درج ذیل تجاویز پیش کی جاتی ہیں۔

1۔ مستقل صنعتی پالیسی (Permanent Industrial Policy)

صنعت کاروں کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے ایک ٹھوس صنعتی پالیسی کی ضرورت ہے۔ جس میں سرمایہ داروں کو ان کے سرمائے کے لئے تحفظ کی یقین دہانی حاصل ہو۔ ایک طویل المیعاد ٹھوس صنعتی پالیسی کے ذریعے ہم اپنے صنعتی شعبہ کو بہتر بنا سکتے ہیں۔

2۔ مالی اداروں کا قیام (Financial Institutions)

کسی ملک کی معاشی حالت میں مالی ادارے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ سرمایہ کاروں کے لئے طویل مدت قرضوں کی فراہمی، باہر سے مشینری منگوانے کے لئے زرِ مبادلہ کی ضرورت یا خرید و فروخت میں مالی ادارے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ملک میں سرمایہ کی کمی دُور کرنے کے لئے مختلف سکیموں کے ذریعے بچت کی ترغیب دی جائے تا کہ صنعتوں کے قیام اور بیمار صنعتوں کی بحالی کے لیے وسائل فراہم ہو سکیں۔

3۔ جدید ٹیکنالوجی (Modern Technology)

پاکستان میں صنعتی ادارے اس وقت پرانی اور فرسودہ ٹیکنالوجی کو استعمال میں لا رہے ہیں۔ صنعتی شعبہ کو دنیا کے دیگر ممالک کی صف میں لانے کے لئے جدید ٹیکنالوجی کی درآمد بہت ضروری ہے۔ اس سے مصنوعات کا معیار بلند ہوگا اور ہم WTO کے چیلنج کا مقابلہ کر سکیں گے۔

4۔ معدنیات کی باقاعدہ رسد (Regular Supply of Minerals)

ہمارا ملک معدنیات کی دولت سے مالا مال ہے لیکن ان کو دریافت نہیں کیا جا سکا۔ پاکستان کو معدنیات کی دریافت کے لئے اپنے ذرائع استعمال کرنے چاہیں۔ اپنی ضروریات کی وہ معدنیات درآمد کی جائیں جو کہ ملک میں موجود نہیں ہیں۔

5۔ بنیادی صنعتی ڈھانچہ (Basic Infrastructure)

ملک میں بنیادی صنعتی ڈھانچہ سے متعلق شعبوں کو ترقی دی جائے۔ ملک میں ذرائع نقل و حمل، مواصلات، بجلی گھر، توانائی کے دیگر ذرائع کی فراہمی، خام مال کی فراہمی اور بھاری صنعتوں کے قیام کا بندوبست کیا جائے تا کہ ملک میں مزید صنعتی ترقی کے مواقع پیدا ہوں اور ملکی مصنوعات دیگر ملکوں کا مقابلہ کر سکیں۔ اس کے علاوہ ملکی منڈی بھی وسیع ہوگی۔

6۔ مزدوروں کی استعدادِ کار میں اضافہ (Increase in Labour Efficiency)

مزدوروں کی استعدادِ کار بڑھانے کے لئے فنی مراکز قائم کیے جائیں۔ جن میں مزدوروں کی تربیت ہو۔ اس کے علاوہ دیانتداری اور دل جمعی سے کام کرنے والے مزدوروں کو انعام و اکرام سے نوازا جائے تا کہ ہر شخص میں دیانتداری سے کام کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔

7۔ اچھے صنعتی تعلقات (Good Industrial Relations)

مالک اور مزدور کے درمیان تنازعات کو حل کرنے کے لئے اچھا ادارہ قائم کیا جائے جو اس بات کی ضمانت دے کہ مزدوروں کا

استحصال نہ ہو اور نہ صنعت کاروں پر ٹریڈ یونینز ناجائز دباؤ ڈالیں۔ بلکہ دونوں فریقوں کے درمیان بھائی چارہ اور خیر سگالی کے جذبات جنم لیں اور ہر فریق دوسرے کے مفادات کا خیال رکھے۔

8۔ تامین کی پالیسی (Protection Policy)

ملکی نوزائیدہ صنعتوں کو غیر ملکی مضبوط صنعتوں سے بچانے کے لئے تامین کی پالیسی اختیار کی جائے۔ غیر ملکی مصنوعات کے استعمال کی حوصلہ شکنی کی جائے تاکہ لوگ ملکی مصنوعات خریدنے کی طرف راغب ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ملکی مصنوعات کا معیار بہتر بنایا جائے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جن صنعتوں کو تامین کے ذریعے تحفظ دیا جاتا ہے وہ اپنا معیار بہتر نہیں بناتیں اس لئے تامین کی ایک مدت مقرر کی جائے۔

9۔ متوازن ترقی (Balanced Growth)

پاکستان میں صنعتی اور زرعی شعبوں کو بیک وقت ترقی کی ضرورت ہے۔ یہ دونوں اہم شعبے ایک دوسرے کی ترقی میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ زرعی شعبہ کی ترقی سے خام مال حاصل ہوتا ہے۔ جسے برآمد کر کے صنعتی مشینری کو درآمد کرنے کے لئے زرمبادلہ بھی حاصل ہوسکتا ہے جبکہ صنعتی شعبہ کی ترقی سے زرعی شعبہ کو زرعی مشینری بھی حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا اس وقت ضروری ہے کہ دونوں شعبوں کو یکساں اہمیت دی جائے۔

10۔ اشیا کے معیار پر توجہ (Quality Control)

مقامی اور بین الاقوامی منڈی میں مصنوعات کا معیار بہت اہمیت کا حامل ہے۔ آئی۔ایس۔او (I.S.O) سرٹیفیکیشن کے لئے اشیا کے معیار کو بین الاقوامی سطح پر لا کر ہی ہم دور جدید کے گلوبلائزیشن جیسے چیلنجوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

11۔ توانائی کی رسد پر توجہ (Power Supply)

بجلی کی کمی اور گیس کی لوڈ شیڈنگ کے مسائل کو حل کرنا، توانائی کے متبادل ذرائع تلاش کرنا صنعتی ترقی کے لئے از حد ضروری ہے۔

12۔ ٹیکسوں میں چھوٹ (Tax Concession)

پاکستان کی بنیادی صنعتوں اور زرعی شعبہ سے وابستہ صنعتوں کے فروغ اور ملک کے مختلف علاقوں میں صنعتوں کے قیام کے لئے سرمایہ کاروں کو ٹیکسوں میں چھوٹ دے کر اس مسئلہ پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

13۔ صنعتی اسٹیٹس کا قیام (Industrial Estates)

لاہور کے قریب سندر انڈسٹریل اسٹیٹ کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ اس طرح کی انڈسٹریل اسٹیٹس کا ملک کے مختلف حصوں میں قیام صنعتی ترقی میں معاون ثابت ہوگا۔

14۔ بیمار صنعتی یونٹوں کی بحالی (Revival of Sick Industrial Units)

ٹیکسٹائل اور دوسری مصنوعات کے بہت سے کارخانے خسارہ میں جا رہے ہیں یا بند ہو چکے ہیں۔ ان یونٹوں کی بحالی کے اقدامات صنعتی ترقی کی طرف مثبت اقدام ہوگا۔

8.8 صنعتوں کی ترقی (Development of Industries)

دور جدید میں معاشی ترقی اور صنعتی ترقی لازم و ملزوم سمجھے جاتے ہیں۔ کوئی ملک اگر صنعتی میدان میں ترقی کر رہا ہو تو اس کے نتیجے میں دوسرے شعبے بھی پھلتے اور پھولتے ہیں۔ روزگار کے لئے نئے نئے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔ آج کے دور میں صنعتی ممالک کو ہی امیر ممالک سمجھا جاتا ہے۔

پاکستان کا شمار پسماندہ ممالک میں ہوتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ ہماری صنعتی بنیاد کا کمزور ڈھانچہ ہے۔ 1947 میں قیام پاکستان کے وقت برصغیر پاک و ہند میں کل 921 صنعتیں تھیں۔ ان میں سے صرف 34 صنعتیں پاکستان کے حصہ میں آئیں۔ 50-1949 میں پاکستان کی خام داخلی پیداوار (GDP) میں صنعتی شعبہ کا حصہ صرف 7.0 فی صد تھا۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد حکومت پاکستان نے صنعتی شعبہ کی ترقی کے لئے متعدد اقدامات کئے۔ جن کے نتیجے میں سال 2000 تک پاکستان کی خام داخلی پیداوار (GDP) میں اس شعبہ کا حصہ 17 فی صد اور اب 12-2011 میں 25.4 فی صد تک جا پہنچا ہے۔

مشقی سوالات

سوال 1: نیچے دیئے گئے ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات میں سے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

1۔ معاشی ترقی سے مراد ہے۔

(الف) قومی آمدنی میں اضافہ (ب) زرعی آمدنی میں اضافہ

(ج) روزگار میں اضافہ (د) حقیقی قومی آمدنی میں اضافہ

2۔ معاشی ترقی کی پیمائش کا بہتر طریقہ بتایا۔

(الف) ہائر اینڈ بالڈون نے (ب) آرتھر لیوس نے

(ج) مارشل نے (د) آدم سمتھ نے

3۔ پاکستانی معیشت ہے۔

(الف) ترقی یافتہ (ب) ترقی پذیر

(ج) انتہائی ترقی یافتہ (د) الف اور ب دونوں

4۔ پاکستان میں پنجسالہ منصوبہ بندی کا آغاز ہوا۔

(الف) 1950 (ب) 1955

(ج) 1958 (د) 1960

5۔ پاکستان کے پہلے منصوبے کا عرصہ تھا۔

(الف) 1950-55 (ب) 1955-60

(ج) 1958-63 (د) 1960-65

6۔ پاکستان کی خام قومی پیداوار میں زراعت کا حصہ ہے۔

(الف) 18% (ب) 25.4%

(ج) 20.9% (د) 30%

7۔ پاکستان کی خام قومی پیداوار میں صنعت کا حصہ ہے۔

(الف) 20% (ب) 20.30%

(ج) 24% (د) 26%

8۔ کولمبو پلان کی مدت تھی۔

(الف) 6 سال (ب) 7 سال

(ج) 10 سال (د) 12 سال

9۔ معاشی ترقی کی پیمائش ذیل کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔

(الف) زری قومی آمدنی (ب) حقیقی قومی آمدنی

(ج) قابل تصرف شخصی آمدنی (د) ان میں سے کوئی نہیں۔

10۔ پاکستان نے صنعتی لحاظ سے کس پنجسالہ منصوبہ کے دوران زیادہ ترقی کی۔

(الف) پہلے پنجسالہ منصوبہ (ب) دوسرے پنجسالہ منصوبہ

(ج) چوتھے پنجسالہ منصوبہ (د) آٹھویں پنجسالہ منصوبہ

سوال 2: درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہیں پُر کریں۔

-1 پاکستان کی .... فی کس آبادی کا انحصار زراعت پر ہے۔

-2 PICIC کا قیام .... میں عمل میں لایا گیا۔

-3 پاکستان میں سن .... میں صنعتوں کو قومی تحویل میں لینے کے کام کا آغاز ہوا۔

-4 انوسٹمنٹ بورڈ کا قیام .... میں عمل لایا گیا۔

-5 پاکستان صنعتی ترقیاتی کارپوریشن (PIDC) کا قیام .... میں عمل لایا گیا۔

سوال 3: کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے درست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
پاکستان کی قومی آمدنی میں زراعت کا حصہ	1,512 امریکی ڈالر	
پاکستان کی قومی آمدنی میں صنعت کا حصہ	کم فی کس آمدنی	
پاکستان کی فی کس آمدنی	20.9 فیصد	

پہلے پنجسالہ منصوبہ کا آغاز	20.30 فیصد	
صنعتوں کو قومی تحویل میں لینے کا آغاز	1955	
ترقی پذیر معیشت	معاشی و سیاسی عوامل	
معاشی منصوبہ بندی کا آغاز	مکمل روزگار کی سطح	
معاشی منصوبہ بندی کا ایک مقصد	1972	
معاشی ترقی میں رکاوٹ	روس	
	1960-70	
	1948	

سوال 4: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

1- پروفیسر آرتھر لیوس کی معاشی ترقی کی تعریف کیجئے۔
2- مائر اینڈ بالڈون کی معاشی ترقی کی تعریف بیان کیجئے۔
3- معاشی ترقی کے عوامل کی اقسام بیان کیجئے۔
4- معاشی ترقی پر اثر انداز ہونے والے تین عوامل تحریر کیجئے۔
5- ترقی پذیر معیشت کی تعریف بیان کیجئے۔
6- منصوبہ بندی سے کیا مراد ہے؟
7- پاکستان کے صنعتی شعبہ کے چار اہم مسائل لکھیے۔
8- پاکستان کے زرعی شعبہ کو درپیش چار اہم مسائل بیان کیجئے۔

سوال 5: درج ذیل سوالات کے جوابات تفصیل سے تحریر کریں۔

1۔ معاشی ترقی سے کیا مراد ہے؟ اس کی پیمائش کیسے کی جاتی ہے؟
2۔ معاشی ترقی کے مختلف عوامل بیان کیجئے۔
3۔ پاکستان کی معاشی ترقی کی راہ میں رکاوٹیں بیان کریں۔
4۔ ترقی پذیر معیشت سے کیا مراد ہے؟ ترقی پذیر معیشتوں کی مشترکہ خصوصیات بیان کیجئے۔
5۔ پاکستان میں معاشی منصوبہ بندی کے لئے کئے گئے اقدامات کا جائزہ لیجئے۔
6۔ پاکستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں صنعتوں کی اہمیت بیان کیجئے۔
7۔ پاکستان کے صنعتی شعبہ کے مسائل بیان کیجئے اور ان کا حل بتائیے۔